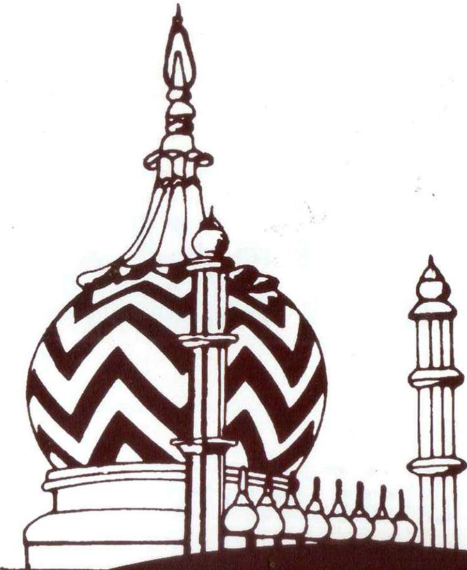

مفسر اعظم

مصنف : محمد شہاب الدین رضوی بہرائچی

شائع کردہ :

رضا اکیڈمی ۲۶، کامبیکر اسٹریٹ بمبئی ۳

سلسلۂ اشاعت ۳۷۱

بفیض حضور مفتی اعظم علامہ مصطفٰے رضا قادری برکاتی نوری رضی اللہ عنہ

مفسر اعظم

مختصر سوانح نبیرۂ اعلیٰحضرت مفسر اعظم

حضرت علامہ مولانا محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حسب فرمائش : جناب الحاج محمد سعید نوری

مصنف : محمد شہاب الدین رضوی بہرائچی

شائع کردہ :

رضا اکیڈمی ۲۶ ، کامبیکر اسٹریٹ بمبئی ۳

مفسرِ اعظم ہند حضرت مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی بریلوی قدس سرہٗ

سابق مہتمم دار العلوم منظرِ اسلام بریلی

ولادت

شہرِ علم و فن مرکزِ عقیدت رضا نگر محلہ سوداگران بریلی شریف میں ۱۰ ربیع الآخر ۱۳۲۵ھ کو مفسرِ اعظم ہند حضرت مولانا محمد ابراہیم رضا جیلانی قدس سرہٗ کی ولادت ہوئی۔ حضرت حجۃ الاسلام قدس سرہٗ کے گھر میں یہ پہلی ولادت ہوئی۔ اس لیے اس خاندان کے ہر فرد کو بے حد خوشی ہوئی۔ سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق دونوں کانوں میں اذان و اقامت کہی گئی، مفسرِ اعظم ہند کے جدِّ کریم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے چھوہارے کی ایک قاش چبا کر حویلی میں بھجوا دی جس کو مفسرِ اعظم ہند کے تالو اور زبان میں مَل دیا گیا۔ اس ولادت کی خبر پاکر استاذِ زمن شہنشاہِ متغزلین حضرت مولانا حسن رضا خاں بریلوی اچھل پڑے اور زبانِ فیض سے یہ مصرع بے ساختہ نکلا ؎

علم و عمر اقبال و طالع دے خدا
۱۴۰، ۳۱۶، ۱۳۴، ۱۱۶، ۶۱۹ = ۱۳۲۵ھ

اور یہی مصرع پیدائش کا مادۂ تاریخ ہوگیا۔[۱]

عقیقہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی نے مفسرِ اعظم ہند کے عقیقہ کا

---

[۱] عبد الواجد قادری، مولانا: حیاتِ مفسرِ اعظم ص ۱۰

شایانِ شان اہتمام فرمایا، عزیز و اقربا کے علاوہ دار العلوم منظرِ اسلام کے تمام طلبہ کو عام دعوت دی اور ناظمِ مطبخ کو اس بات کی خاص ہدایت فرمادی کہ

> "جن ممالک یا صوبہ جات کے طلبہ دار العلوم منظرِ اسلام میں ہیں ان سب کی خواہش کے مطابق انھیں وطنی کھانا ملنا چاہیے۔"

اس لیے کہ امام احمد رضا فاضل بریلوی طلبہ کو یتیم کی طرح نہیں پالتے تھے بلکہ اپنے بیٹے کی طرح پرورش فرماتے تھے۔[1] اسی طرح اہتمام امام احمد رضا فاضل بریلوی نے اپنے نبیرۂ سعید کی ولادت پر بہ نفسِ نفیس خود فرمایا۔[2]

امام احمد رضا فاضل بریلوی نے عقیقہ کا نام محمد رکھا۔ والدِ ماجد حجۃ الاسلام قدس سرہٗ نے ابراہیم رضا نام رکھا، اور جدۂ محترمہ نے پکارنے کا نام جیلانی میاں تجویز کیا، مفسرِ اعظم ہند فرمانِ امام احمد رضا فاضل بریلوی آئنا مِنۢ حٰمِد کی عملی و علمی تفسیر ہوئے جو پیدائش سے قبل جدِ اعلیٰ نے پیشین گوئی کی تھی۔

تعلیم و تربیت

خاندان کے دستور کے مطابق جب مفسرِ اعظم ہند کی عمر شریف چار سال، چار ماہ، چار دن کی ہوئی تو ۱۳ شعبان المعظم بروز چہار شنبہ ۱۳۲۹ھ کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے خاندان و شہر کے معزز بزرگوں کی موجودگی میں بسم اللہ خوانی کرائی اور تمام حاضرین میں شیرینی تقسیم ہوئی۔ اس کے بعد اپنی والدۂ مکرمہ و جدۂ معظمہ سے گھر ہی میں قرآنِ عظیم ناظرہ اور اُردو کی ابتدائی کتابیں پڑھ لیں۔

جب مفسرِ اعظم ہند کی عمر سات سال کی ہوئی تو دار العلوم منظرِ اسلام کے اساتذہ کے

---

[1] محمد مسعود احمد مظہری، ڈاکٹر، پروفیسر: اجلال ص

[2] عبد الواجد قادری، مولانا: حیات مفسرِ اعظم ص ۱۱

حوالے کر دیئے گئے۔ کافیہ، قدوری اور فصولِ اکبری حضرت مولانا احسان علی علیہ الرحمۃ محدث منظرِ اسلام سے پڑھیں، عربی ادب اور مشکوٰۃ شریف خود والد ماجد قدس سرہٗ نے پڑھائیں کتبِ متداولہ حدیث وفقہ کی تکمیل محدثِ اعظم پاکستان حضرت مولانا ابو الفضل محمد سردار احمد قادری رضوی محدث لائل پوری علیہ الرحمۃ نے فرمائی۔ صحاحِ ستّہ کی بعض کتابیں اور علمِ کلام دارالعلوم کے دیگر اساتذہ سے پڑھیں، یہاں تک کہ مسلسل بارہ سال تک دارالعلوم کے نامور اساتذۂ کرام سے علوم وفنون حاصل فرماتے رہے۔ جب عمر انیس سال چار ماہ کی ہوگئی تو ۱۳۴۴ھ کے جلسۂ دستارِ فضیلت میں حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ نے اساطینِ اسلام کی موجودگی میں مفسرِ اعظم ہند کے سر پر فضیلت کی دستار رکھی اور اپنی نیابت وخلافت سے بہرہ ور فرمایا، یہاں تک کہ علم وفضل، زہد وتقویٰ، خشیت ومعرفت نے پروان چڑھایا۔ مفسرِ اعظم کے متعلق امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی نے ارشاد فرمایا تھا:

> ایک وقت آئے گا کہ میرا یہ بیٹا وہابیوں، دیوبندیوں کی مخالفت میں وہ کرے گا کہ سب سے بڑھ جائے گا۔[1]

عقد شریف

ایامِ طفلی میں ایک روز امام احمد رضا فاضل بریلوی کی آغوش میں مفسرِ اعظم ہند اور حضور مفتیِ اعظم قدس سرہٗ کی بڑی صاحبزادی دونوں کھیل رہے تھے، اور امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ باغ باغ ہو رہے تھے۔ اسی ساعتِ سعید میں اپنے دونوں نامور صاحبزادوں کو طلب فرمایا اور دونوں کم سن پوتا پوتی کے درمیان نکاح کر دیا، پھر فراغتِ علمی کے بعد سنّتِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطابق رخصتی ہوئی۔[2] مفسرِ اعظم ہند کی رخصتی پر یادگارِ رضا کے ایڈیٹر مولانا ابرار حسین رضوی عابدی تلہری مفتی جماعتِ رضائے مصطفیٰ بریلی کا تاثر ملاحظہ ہو:

---

[1] عبدالمجتبیٰ رضوی، مولانا: تذکرہ مشائخ قادریہ ص ۵۲۹

[2] عبدالواجد قادری، مولانا: مفسرِ اعظم ہند ص ۱۵

وہ وقت اور تاریخ جس کا ہر لمحہ اور ہر دن دلوں کو کیف و سرور کی دعوت دے، قلوب کی پژمردگیوں کو تازگی اور شگفتگی سے بدل دے، سرعت کے ساتھ گزر جاتا ہے، مگر اپنی یاد ہمیشہ کے لیے چھوڑ جاتا ہے، ۳ ربیع الثانی ۱۳۴۴ھ کے پنجشنبہ کا دن کہ جس کی شب میں شہزادۂ ارجمند، جواں بخت و فرخندہ مولانا محمد ابراہیم رضا خاں کی شادی کتخدائی کا جشن منعقد ہوا، یہ شب افسردہ دلوں میں کچھ ایسی تازہ مسرت کی رُوح پھونک رہی تھی کہ دلوں کی کلیاں کھل کر کنول کا پھول بن گئی تھیں، اور مسرت کا حال تو کوئی حجۃ الاسلام قدس سرہٗ سے پوچھے کہ جن کے لختِ جگر نورِ نظر کو اس رات عروسی ملبوس پہنا کر دولھا بنایا گیا، رات کے دس بجے تھے کہ مبارک ساعت اور اعزا و احباب کے جلسے میں دولھا کے سر پر وہ سہرا باندھا گیا جو آرزوؤں کے پھول اور تمناؤں کی دوشیزہ کلیوں سے گوندھا گیا تھا۔ سہرے کا ہر پھول نکہت پاشی میں مشکِ چمن تھا، اور اس کی ہر لڑی ضیاء ریزیوں میں سورج کی نورپاش کرن۔ رسمِ سہرے کے بعد رضوی سرکار کے خدام بارگاہِ رضویہ اور متعلقین کو آستانۂ عالیہ کی خلعتوں سے سرفراز کیا گیا۔ رات کے بارہ بجے بارات عروس کے مکان پر پہنچی بمقتضائے موسم صبح تک جائے نوشی رہی۔ ۳ ربیع الثانی کو عروس کے والد ماجد حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ کی جانب سے باراتیوں کو نہایت اعلیٰ پیمانے پر دعوت دی گئی، دوسرے وقت پانچ بجے شام کو غیر معمولی جہیز کے ساتھ کہ جس کی کثرت نے ناظرین کو متحیر بنا دیا تھا، عروس کو رخصت کیا گیا۔ ۴ ربیع الثانی کو حجۃ الاسلام قدس سرہٗ کی جانب سے دعوتِ ولیمہ ہوئی جس میں بیرونجات اور شہر کے مہمان بکثرت شریک تھے۔ [1]

سیر و سیاحت اور شکار کا شوق

جوانی کے عالم ہی میں مفسرِ اعظم ہند کو گھوڑوں کی سواری، تیر اندازی اور بندوق چلانے

---

[1] ایڈیٹر فضل حسن صابری، شاہ: ہفتہ وار دبدبۂ سکندری رام پور ص ۴ ۳/۲ دسمبر ۱۹۲۸ء بحوالہ ماہنامہ یادگارِ رضا ایڈیٹر مولانا ابرار حسین تلہری، مقام اشاعت آستانۂ رضویہ بریلی جمادی الاولیٰ ۱۳۴۷ھ

کا شوق بہت تھا۔ جہاں مفسرِ اعظم ہند کی شخصیت پہچانی جاتی اُن دیہات کی طرف چلے جاتے وہاں کے باشندے تعظیم وتکریم کرتے۔ تقریبًا ہفتہ عشرہ جنگلوں دیہاتوں میں قیام کرتے۔ مفسرِ اعظم ہند کو گھوڑے کی سواری بہت محبوب تھی، ہندوستان کے جتنے عمدہ عمدہ گھوڑے ہوتے سب پر سواری کرتے، عربی النسل گھوڑے کو سواری کے لیے ترجیح دیتے۔

شکار کی کچھ ایسی عادت پڑگئی تھی کہ دن دن بھر جنگلوں میں گھومتے رہتے، رات کا کچھ حصّہ گزر جانے کے بعد گاؤں میں داخل ہوتے، نوکر وغیرہ انتظار کرتے رہتے تھے۔ ایک دن خادموں کو حکم دیا کہ آپ لوگ عشاء کے بعد سو جایا کریں، میرے کھانے کا سامان بستر کے قریب رکھ دیا کرو۔ پھر ہر روز ایسا ہی کرتے تھے۔

منظرِ اسلام کا اہتمام

مفسرِ اعظم ہند کی سیر وسیاحت سے کسی کا دل خوش نہیں تھا۔ منظرِ اسلام کا نظام بالکل خراب ہوچکا تھا۔ صرف پانچ سال کی مدت میں دار العلوم کے جید اساتذہ دار العلوم کو چھوڑ چکے تھے، دار العلوم مظہرِ اسلام (مسجد بی بی جی بریلی) محدثِ اعظم پاکستان قدس سرہٗ جیسے لائق و فائق استاذ کی وجہ سے بامِ عروج کو پہنچ رہا تھا، ذہین وطباع طلبہ منظرِ اسلام سے رخصت ہوچکے تھے۔ منظرِ اسلام کا یہ حال دیکھ کر ۱۳۶۷ھ میں بریلی میں مستقلًا قیام کی غرض سے مفسرِ اعظم ہند تشریف لائے اور منظرِ اسلام کے اہتمام کی باگ ڈور سنبھالی اور وصیت کے علاوہ گورنمنٹ کی طرف سے بھی منظرِ اسلام کے مہتمم نامزد کیے گئے۔ پھر آپ نے دل جمعی کے ساتھ منظرِ اسلام کا نظم ونسق برقرار رکھا اور دار العلوم کو بامِ عروج تک پہنچایا، طلبہ کے کھانے کا بھی انتظام کیا۔ طلبہ کے کھانے کے لیے باورچی کے سامنے بیٹھ کر اپنی نگرانی میں کھانا پکواتے اور خود اپنے دستِ فیض سے تقسیم فرماتے۔

طلبہ کو باصلاحیت بنانے کے لیے خود مفسرِ اعظم ہند منظرِ اسلام میں رات و دن رہتے، طلبہ کو درس دیتے، مفسرِ اعظم ہند کے تذکرہ نگار یوں رقم طراز ہیں کہ:

> شاید و باید کوئی باپ اپنے بیٹوں پر اس طرح مشفق و
> مہربان ہوگا جیسا کہ مفسرِ اعظم ہند طلبہ پر مہربان تھے۔[۱]

---

[۱] عبد الواجد قادری، مولانا: حیاتِ مفسرِ اعظم ص

آپ کی وہ ذات ہے جس نے سب سے پہلے دورۂ حدیث کے طلبہ کے لیے وظیفہ مقرر فرمایا تاکہ یکسوئی و دل جمعی کے ساتھ مطالعہ میں لڑکوں کا انہماک رہے۔ یہ سلسلہ مفسرِ اعظم ہند نے تادمِ زیست جاری رکھا۔ آپ نے مدرسین کی تنخواہیں اپنی اہلیہ محترمہ کے زیورات کو فروخت کر کے ادا کیں اور کسی مدرس کی تنخواہ کو نہیں روکے رکھا۔ منظرِ اسلام کو بامِ عروج تک پہنچانے کے لیے انتھک کوششیں فرمائیں۔ گاؤں گاؤں جا کر منظرِ اسلام کے پیغام کو پہنچایا۔ منظرِ اسلام کا مورخ مفسرِ اعظم ہند کے اس کارنامے کو سنہرے حرفوں سے تاریخ کے صفحات پر لکھے گا۔

حج و زیارت

۱۳۷۲ھ میں مفسرِ اعظم ہند زیارتِ حرمین شریفین سے شرف یاب ہو چکے تھے، اور حرمین طیبین کے درجنوں علماء و مشائخ نے احادیثِ کریمہ اور اوراد و وظائف خصوصاً دلائل الخیرات، حزب البحر شریف کی اجازتیں لیں۔ علماءِ مدینہ نے نبیرۂ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی ہونے کی وجہ سے خوب شاندار استقبال و احترام کیا۔ [۱]

اجازت و خلافت

حضرت مفسرِ اعظم ہند کو خلافت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی سے حاصل ہے [۲] امام احمد رضا فاضل بریلوی نے بسم اللہ خوانی کے وقت بیعت بھی فرمالیا تھا۔ [۲] امام احمد رضا فاضل بریلوی نے جب مرید کیا تو شجرہ پر تحریر فرمایا "خلیفہ ان شاء اللہ بشرطِ علم و عمل" یہی رجسٹر مریدین میں تحریر فرمایا۔ [۳] اور والدِ ماجد حضرت حجۃ الاسلام نے جلسۂ دستارِ فضیلت کے ساتھ ساتھ اجازت و خلافت عطا فرمائی۔ [۴]

---

[۱] عبد المجتبیٰ رضوی، مولانا: تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ ص ۴۷۴

[۲] ماہنامہ اعلیٰ حضرت ص ۶۰ بابت جنوری ۱۹۸۹ء

[۳] عبد المجید رضوی، مدیر: ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی ص ۲۲، جنوری ۱۹۶۲ء/شعبان ۱۳۸۱ھ

[۴] عبد الواجد قادری، مولانا: حیات مفسرِ اعظم ص ۱۴، ۱۵

۱۳۸۲ھ میں حج و زیارت کے لیے تشریف لے گئے۔ مدینہ منورہ میں قیام کے دوران مفسرِ اعظم ہند صبح و شام بارگاہِ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں دیر تک حاضر رہتے، ایک دن فجر کی نماز کے بعد سے نو بجے دن تک روضۂ مطہرہ کے سامنے مؤدب کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پیش کر رہے تھے کہ دل میں یہ مبارک خیال پیدا ہوا:

> کاش قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی سے ملاقات ہوتی تو کسب فیض کا موقع ملتا۔

یہ خیال دل میں آنا تھا کہ آدھ گھنٹے کے بعد قطب مدینہ مولانا شاہ ضیاء الدین احمد مدنی رضوی قدس سرہٗ نے آپ کے شانوں پر ہاتھ رکھا، جس سے چونک پڑے، سلام و معانقہ ہوا، پھر بارگاہِ اقدس میں دونوں نے ہدیۂ سلام پیش کیا پھر مسجدِ نبوی شریف سے باہر تشریف لائے مفسرِ اعظم ہند نے قطبِ مدینہ قدس سرہٗ سے دریافت فرمایا:

> خلافِ معمول دس بجے دن آپ کی حاضری یہاں کیوں کر ہوئی جبکہ یہ وقت آپ کے آرام کا ہے۔

قطبِ مدینہ نے فرمایا:

> ہاں میں آرام کرنے کی تیاری کر رہا تھا کہ یک بیک حاضری کے لیے دل بے قرار ہو گیا، چنانچہ حاضریِ دربار کا لباس تبدیل کیا اور حاضر ہو گیا، تو سب سے پہلے میری نگاہ آپ پر پڑی، میں نے سوچا کہ آپ کی معیت میں سلام پیش کروں۔

جواب سن کر مفسرِ اعظم ہند نے اپنے ارادۂ قلبی کا اظہار فرمایا:

> حضرت بفضلہٖ تعالیٰ آپ اس وقت قطبِ مدینہ ہیں آپ سے الطاف کریمانہ کا سائل ہوں۔

قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی قدس سرہٗ نے فرمایا:

> حضور یہ سب کچھ آپ ہی کی بارگاہ کا عطیہ ہے۔ آپ کے جد امجد مجددِ دین و ملت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

جو کچھ مجھے عنایت فرمایا ہے وہ سب آپ کو سونپتا ہوں کہ
آپ اس کے صحیح اہل ہیں۔

اس کے بعد دونوں حضرات کاشانۂ ضیاء (باب مجیدی) میں تشریف لائے۔ [1]

حضور مفتیِ اعظم قدس سرہٗ ایک دن اپنے سہ درے میں فرمانے لگے کہ جب مولانا حجۃ الاسلام قدس سرہٗ کا انتقال ہوا تو جیلانی میاں یہاں نہیں تھے، جب واپس آئے لوگوں کو ان کی خلافت پر اعتراض ہوا تو میں نے کہا کہ اگر مولانا کی دی ہوئی خلافت پر اعتراض ہے تو میں نے ان کو اپنی خلافت دی۔ حضرت حجۃ الاسلام قدس سرہٗ کے وصال کے وقت مفسرِ اعظم ہند کرکولی میں رونق افروز تھے، تجہیز و تدفین کے بعد بریلی پہنچے، اس وجہ سے لوگوں نے خلافت و اجازت پر اعتراض کیا۔

حضور مفتیِ اعظم قدس سرہٗ نے مفسرِ اعظم ہند کی خلافت کے تین سال بعد ریحانِ ملت علیہ الرحمۃ اور جانشین مفتیِ اعظم دامت برکاتہم القدسیہ کو میلاد شریف کے موقع پر ۱۵ر جنوری ۱۹۶۲ء کو خلافت و اجازت سے نوازا۔ اس موقع پر شمس العلماء حضرت مولانا قاضی شمس الدین احمد جعفری رضوی جونپوری علیہ الرحمۃ نے حضور مفتیِ اعظم قدس سرہٗ سے عرض کیا حضور جیلانی میاں کو بھی خلافت عطا فرمائیں تو حضور مفتیِ اعظم نے فرمایا:

غالباً تین سال کا عرصہ ہوا کہ میں انھیں پہلے ہی خلیفہ
بنا چکا ہوں۔ [2]

مجاہدِ ملت مولانا حبیب الرحمٰن قادری رضوی اڑیسوی، ملک العلماء مولانا ظفر الدین رضوی فاضل بہاری علیہم الرحمۃ نے مفسرِ اعظم ہند کو سندِ حدیث شریف کی اجازت عطا فرمائی۔ [3]

---

[1] عبد الواجد قادری، مولانا: حیات مفسرِ اعظم ص ۲۶

[2] ماہ نامہ اعلیٰ حضرت بریلی ص ۲۱، ۲۸ بابت جنوری ۱۹۶۲ء/شعبان ۱۳۸۱ھ

[3] ایضاً ص ۲۲، بابت جنوری ۶۲ ۱۹ء/ ۱۳۸۱ھ

❊

مفسرِ اعظم بحیثیت مدرس

۱۳۷۲ھ میں حج وزیارت سے مشرف ہونے کے بعد طلبہ کے ساتھ بہت ہی ہمدردی ہوگئی تھی۔ ابتداءً کافیہ، قدوری اور شرح جامی پڑھاتے رہے، علم ادب ونحو بہت ہی ٹھوس تھا۔ طلبہ مفسرِ اعظم ہند سے مانوس تھے۔ کچھ دنوں کے بعد مسلم شریف، ترمذی شریف، شفا شریف، مشکوٰۃ شریف بہت ہی انشراحِ صدر اور مناظرانہ ڈھنگ سے پڑھاتے، مسلم وشفا پڑھاتے وقت عموماً وجدانی کیفیت طاری رہتی اور کبھی کبھی وارفتہ ہو جاتے۔ شافیہ، کافیہ، لابن الحاجب رحمۃ اللہ علیہ تو ایسا پڑھاتے کہ نحو کی متداولہ کتب سے طلبہ کو یکسر بے نیاز کر دیتے۔ عربی ادب پڑھاتے وقت عربی زبان میں گفتگو فرماتے۔

تبلیغی دورے

مفسرِ اعظم ہند کے آخری ایام میں زبان بند ہو گئی تھی مگر تحریر کے ذریعہ خدمتِ خلق کرتے۔ اتنی علالت کہ دو آدمی بغلوں میں ہاتھ لگا کر اٹھاتے تھے اس کے باوجود مفسرِ اعظم ہند نے مندرجہ ذیل دورے کیے۔ بلکیم پور، اسسٹنٹ سرجن، کچھوچھہ، دارانگر، فیض آباد، الٰہ آباد، کانپور، بستی براؤں فیض الرسول، شمس پور ضلع دیناج پور مغربی بنگال، حاذی پین لاچین کے باوجود پروگرام ہو رہے ہیں اور گاڑیوں میں کافی رش جس سے مفسرِ اعظم کو بہت تکلیف ہوتی۔

کچھوچھہ کے پروگرام میں شمس پور کے احباب نے ۱۶، ۱۷، ۱۸ اپریل ۱۹۶۲ء تاریخ آپ سے لی اور علالت کی یہ حالت تھی، چنانچہ دورانِ سفر ضلع بستی یہ نذر مانی گئی کہ اگر اللہ تعالیٰ عافیت دے تو محض آرام کی خاطر دعوت جلسہ کو روانہ ہوں گا حتی الوسع، بحمدہ تعالیٰ جیسے جیسے شمس پور کے جلسہ کی تاریخ قریب آتی گئی عافیت وصحت زیادہ ہوتی گئی، یا تو کچھوچھہ شریف میں یہ حال رہا تھا کہ ذِی بَیْنَ الرَّجُلَیْن، اور یا یہ اچانک تبدیلی کہ رِجْلَیْن سے پوری بے نیازی اور مَشْیٌ عَلَی الرِّجْلَیْن (اپنے قدموں پر چلنا بغیر سہارے کسی کے)، [1] اس دورے میں وہابیوں،

[1] ایڈیٹر عبد المجید رضوی، جناب: ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی جون ۱۹۶۲ء / ۱۳۸۱ھ

دیوبندیوں کا رد خوب زور شور سے کیا۔

فالج کا حملہ

مفسرِ اعظم ہند پر ۵؍ جون ۱۹۶۲ء کو جامع مسجد بارہ دری میں فالج کا حملہ ہوا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ تقاریر کا مسلسل پروگرام، دھوپ اور لو کا زمانہ، ایک بجے دوپہر کا وقت لو کا اثر کئی مرتبہ ہوا، مگر دین کی خدمت میں، تبلیغِ دین میں، ردِّ فرقۂ باطلہ میں یہ ذوق تھا کہ اس کی کچھ پروانہ کی یہاں تک کہ لو کے اثر سے فالج کا اثر ہوگیا۔ فالج ہاتھ، پیر کل اعضاء یہ تین دن کے بعد ہی فالج کے اثر سے بری ہوگئے، زبان کافی ایام تک معلق رہی زبان جب تک بالکل کام نہ دیتی تھی تو نماز کا اہتمام اقتدائِ امام سے تھا، لیکن درود شریف، آیاتِ قرآنیہ، وظیفہ وغیرہ بخوبی پڑھ لیتے تھے۔ اگر دنیاوی گفتگو کرنا ہوتی تو رکاوٹ ہوتی تحریر سے کام لیتے، مضمون لکھتے طلبہ کو گاؤں میں بھیجتے کہ جاؤ سنا آؤ۔ ؎۱

جدِّ امجد کی پیشین گوئی

حضرت مولانا مفتی رفیق احمد عباسی امروہوی ثم دہلوی ایک واقعہ تحریر فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کی خدمت میں حاضر ہوا، اور وہ موقع منظرِ اسلام کی دستار بندی کے جلسے کا تھا، اور میں امام احمد رضا فاضل بریلوی کے دسترخوان پر حاضر تھا یہ میری قسمت تھی کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے ہمراہ کھانا کھلایا۔ اور بہت سے علماء موجود تھے۔ مفسرِ اعظم ہند مکان سے باہر تشریف لائے۔ یہ اُن کے بچپن کا زمانہ تھا۔ وہیں میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کے دسترخوان پر سامنے بیٹھا ہوا تھا جس وقت جیلانی میاں آپ کے قریب آئے تو اپنا دستِ مبارک ان کے سر پر رکھ کر فرمایا کہ یہ ثانی احمد رضا ہے، خدائے تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہی خوبیاں آج نمایاں ہیں آثارِ دعائیہ یاد کیجیے ؎

؎۱ ایڈیٹر عبدالمجید رضوی، جناب: ماہ نامہ اعلیٰ حضرت بریلی ص ۲۹ ستمبر ۱۹۶۲ء/ ۱۳۸۱ھ

یہ دعا ہے یہ دعا ہے یہ دعا ! تیرا اور میرا آقا احمد رضا
تیری نسلِ پاک سے پیدا کرے کوئی تجھ سا دوسرا احمد رضا [1]

حلیہ شریف

خوبصورت ، خوش قامت ، پیشانی کشادگی میں نصف سر تک پھیلی ہوئی۔ بال کانوں کی لو تک ، سفید دو پلی کا مدار ٹوپی ، سفید یا بادامی عمامہ ، گول چہرہ ، سفید گھنی داڑھی ، بھویں بالوں سے پُر ، آنکھیں سیاہ ، پلکیں موٹی ، ناک بڑی ، ہونٹ متوسط ، ہونٹوں پر ہر دم جنبش ، سینہ انتہائی کشادہ۔

اولادِ امجاد

حضرت مفسرِ اعظم ہند نے پانچ صاحبزادوں اور تین صاحبزادیوں کو یادگار چھوڑا :
۱۔ ریحانِ ملت قائدِ اعظم مولانا محمد ریحان رضا خاں قادری بریلوی علیہ الرحمۃ
۲۔ جانشینِ مفتیِ اعظم فقیہِ اسلام علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری قادری دامت برکاتہم القدسیہ
۳۔ حضرت مولانا ڈاکٹر قمر رضا خاں قادری محلہ خواجہ قطب بریلی۔
۴۔ حضرت مولانا محمد منان رضا خاں منانی مہتمم جامعہ نوریہ رضویہ بریلی۔
۵۔ مخدوم تنویر رضا خاں۔ یہ جانشینِ مفتیِ اعظم دامت برکاتہم سے بڑے تھے ، مفسرِ اعظم ہند اُن سے پیار فرماتے تھے لیکن بچپن ہی سے جذبی کیفیت میں غرق رہتے تھے ، بالآخر مفقود الخبر ہو گئے۔

صاحبزادیوں میں سے ایک پیلی بھیت میں جناب شوکت علی خاں سے بیاہی گئیں ، دوسری بدایوں میں جناب عبد الحبیب کے نکاح میں آئیں ، اور تیسری کا عقد خاندان ہی میں جناب یونس رضا خاں سے ہوا جو لاولد ہیں۔

---

[1] ایڈیٹر ریحان رضا خاں ، مولانا : ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی ص ۱۲ دسمبر ۱۹۶۲ء/۱۳۸۲ھ

☆

تصانیف

مفسرِ اعظم ہند نے اپنی گوناگوں مصروفیتوں اور دوروں کے باوجود مختلف موضوعات پر قلم اٹھایا اور چھوٹے چھوٹے درجنوں رسالے لکھے اور ایک گراں قدر سرمایہ قوم کو عطا کیا۔ منظرِ اسلام کے اہتمام کی وجہ سے کوئی زیادہ تصانیف نہیں چھوڑیں مگر وقتاً فوقتاً اپنے جریدہ ماہ نامہ اعلیٰ حضرت میں ضرور علمی مضامین شائع کرتے رہے۔

۱۔ ترجمہ تحفۂ حنفیہ مصنفہ مولانا اشرف علی گلشن آبادی علیہ الرحمۃ
۲۔ ترجمہ الدرالسنیہ مصنفہ علامہ احمد زینی دحلان مکہ مکرمہ علیہ الرحمہ
۳۔ ذکر اللہ
۴۔ نعمت اللہ مطبوعہ دارالعلوم منظرِ اسلام
۵۔ حجۃ اللہ "
۶۔ فضائل درود شریف مطبوعہ جامعہ نوریہ رضویہ بریلی
۷۔ تفسیر سورۂ بلد
۸۔ تشریح قصیدۂ نعمانیہ
۹۔ معارف القرآن مرتبہ راقم محمد شہاب الدین رضوی غفرلہٗ غیر مطبوعہ
۱۰۔ معارف الحدیث مرتبہ راقم محمد شہاب الدین رضوی غفرلہٗ "
۱۱۔ انتخاب مثنوی مرتبہ راقم محمد شہاب الدین رضوی غفرلہٗ "
۱۲۔ مقالات مفسرِ اعظم ہند مرتبہ محمد شہاب الدین رضوی غفرلہٗ [۱] "

مشاہیر تلامذہ

۱۔ حضرت علامہ سید محمد عارف رضوی نانپاروی ۲۔ حضرت مولانا مظہر حسن قادری رضوی

---

[۱] مؤخر الذکر چار کتابیں تشنۂ طباعت ہیں۔ ۱۲ رضوی غفرلہٗ

بدایونی (۳) مولانا عبدالرحمٰن موضع بگڈانطر پورتیہ بہار (۴) مولانا شمس الدین ساکھواہاٹ مغربی دیناج پور بنگال (۵) مولانا مفتی عبدالواجد قادری (۶) مولانا محمد داؤد باڑہ منظفر پور (۷) مولانا حافظ راحت علی نانپاروی (۸) مولانا جرار حسین ملک کندرکی مرادآباد (۹) مولانا برکت اللہ رضوی نانپارہ ضلع بہرائچ (۱۰) مولانا معین الدین اندرچک دمکا۔

چند خلفاء

۱۔ ریحانِ ملت قائدِ اعظم مولانا ریحان رضا خاں رحمانی بریلوی سابق مہتمم منظر اسلام بریلی
۲۔ جانشینِ مفتیِ اعظم تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری قادری بریلوی دامت برکاتہم القدسیہ
۳۔ حضرت مولانا مفتی عبدالواجد قادری جیلانی مقیم حال ہالینڈ
۴۔ مولانا شمس اللہ حشمتی رضوی بستوی مقیم حال محلہ بھورے خاں پیلی بھیت [۱]
۵۔ مولانا عبدالحلیم رضوی جیلانی انگس مہا فرح پور ضلع منظفر پور بہار [۲]
۶۔ مولانا سید آفاض احمد رضوی جیلانی موضع کھاری پار ماتی گندہ اسلام پور بنگال [۳]

وصالِ پُر ملال

مفسرِ اعظم ہند تین سال کی طویل علالت کے بعد (جس کے دوران خدمت دین مسلسل جاری رہی) بعمر ۶۰ سال صبح ۱۱ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ / ۱۲ جون ۱۹۶۵ء یوم شنبہ کو شدید کمزوری کے باوجود حسب معمول خود اپنے قدموں چل کر استنجا، وضو وغیرہ سے فراغت کے بعد نماز فجر ادا کی بعدہٗ بستر علالت پر لیٹے لیٹے اوراد و وظائف میں مصروف تھے، کہ اسی حالت میں صبح ۷ بجے اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے۔ وصال کی خبر شہر میں بجلی کی طرح دوڑ گئی، لوگوں کا ایک عظیم ہجوم اکٹھا ہو گیا۔

---

[۱] ماہ نامہ اعلیٰ حضرت بریلی ص ۱۱، بابت دسمبر ۱۹۶۳ء / رجب ۱۳۸۳ھ
[۲] ماہ نامہ اعلیٰ حضرت بریلی ص ۱۷، فروری ۱۹۶۲ء / رمضان ۱۳۸۱ھ
[۳] ماہ نامہ اعلیٰ حضرت بریلی ص ۱۱، اکتوبر و نومبر ۱۹۶۲ء

بعدِ مغرب غسل شریف ہوا، حضرت مفتی سید افضل حسین رضوی مونگیری، مولانا محمد احسان علی محدث بریلی، مولانا مفتی جہانگیر خاں اعظمی، مولانا محمد عارف رضوی نانپاروی، ریحانِ ملت علیہ الرحمۃ، سید حمایت رسول بریلوی وغیرہ نے غسل شریف سے دس بجے فراغت پائی، ادھر شب بھر نعت خوانی ہوئی، اُدھر تیاری قبر۔

اب دوسرے دن ۱۲ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ/۱۳ جون ۱۹۶۵ء بروز یک شنبہ کو صبح ۶ ½ بجے حسب مجوزہ پروگرام میت کو نمازِ جنازہ کے لیے مسجد نو محلہ لے جایا گیا۔ دفتر کچہری میں چھٹی ہوگئی۔ مسجد نو محلہ نمازِ جنازہ کے لیے ناکافی ہوئی، اس لیے اسلامیہ کالج کے میدان میں نمازِ جنازہ صبح آٹھ بجے ہوئی۔ بحر العلوم سید افضل حسین رضوی نے نمازِ جنازہ پڑھائی، پھر جنازہ کو خانقاہِ رضویہ لایا گیا، صبح ۹ ½ بجے قبر اطہر (دائیں جانب امام احمد رضا قادری) میں جسدِ مبارک کو مفتی جہانگیر خاں رضوی اعظمی، سید اعجاز حسین بریلوی، محمد غوث خاں نے قبر کے اندر اتارا اور آرام سے لٹا دیا۔ [1]

تاریخِ وصال

مفسرِ اعظم کے وصال پر حضرت مولانا سید شریف احمد شرافت قادری نوشاہی ساہن پال شریف گجرات پاکستان نے قطعۂ تاریخ کہا ہے

چوں ز دنیا رفت جیلانی میاں — داخلِ جنت شدہ با ادلیا
خلف والا حجۃ الاسلام بود — زینتِ سجادۂ احمد رضا
صاحبِ تدریس و ترویجِ علام — جامعِ علم و عمل فخر الوریٰ
ماہرِ تفسیر ہم شیخ الحدیث — آفتابِ دینِ حق شمعِ ہدیٰ
اہلِ سنت والجماعت را — مذہبِ حنفیہ را بودہ ضیا
فیضِ پایان علوش صد ہزار — زاہد و عابد ولی و پارسا

---

[1] ماہ نامہ اعلیٰ حضرت بریلی ص ۲۲، اگست ۱۹۶۵ء/ربیع الثانی ۱۳۶۵ھ مضمون از مولانا سید حمایت رسول رضوی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

چوں شرافت جست سالِ رحلتش
گفت ہاتف نورِ مولا، فناء رضا [1]

۱۳ ھ ۸۵

غازیِ ملت ضیغمِ سنیت حضرت مولانا محبوب علی خاں رضوی لکھنوی نے مندرجہ ذیل تاریخی مادے کہے:

سیدنا ابراہیم رضا

۱۳ ھ ۸۵

رفعت جنت نبیرۂ مرشدی

۱۹ ۶ ۹۴

---

[1] ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی ص۲۴، اگست ۱۹۶۵ء/۱۳۸۵ھ

صدسالہ یوم ولادت مفسر اعظم

پر ہم خراج عقیدت پیش کرتے ہیں

محمد عارف رضوی (کیل۔کو)	محمد سہیل رضوی (روکاڑیا)
محمد یونس رضوی قریشی بریلوی	شیخ محمد ابراہیم (بھائی جان)
عبداللطیف رضوی	سرتاج رضوی عرف پپو بھائی
محمد عمر رضوی	محمد صادق رضوی
عبدالصمد رضوی	محمد ساجد رضوی (کرنیکر)
محمد اعظم رضوی	محمد عمران رضوی (رضا کسیٹس)
سید مظہر رضوی	محمد رفیق رضوی (منا بھائی)
محمد عمران ملکانی	محمد عثمان (کیل۔کو)
محمد حسن رضوی	اللہ رکھا رضوی
محمد وسیم رضوی (روکاڑیا)	محمد منور رضوی (ہیرا)

(اراکین بزم غلامان رضا)

(اراکین بزم محبان رضا)